قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 20 جولائی 2020ء | 28 ذوالقعدہ 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 172

ارشادِ باری تعالیٰ

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِیرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَیُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ یَأْكُلَ لَحْمَ أَخِیهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِیمٌ (الحجرات 13)

ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوا تو کشفاً مَیں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اس سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ مَیں نے پوچھا، جبرائیل یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ، لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت وآبرو سے کھیلتے تھے یعنی غیبت کرتے تھے، الزام تراشیاں کرتے تھے، حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(ابو داؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

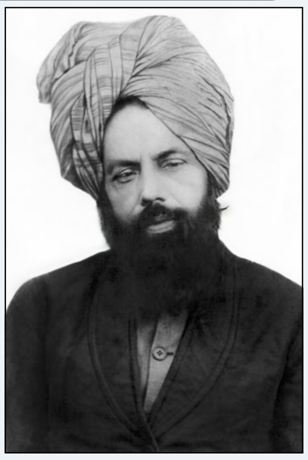

’’بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان اُن میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جوان سے بوڑھا ہوجاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اس کو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف نے اس کو بہت بُرا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ أَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ مَیۡتًا خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اس کو حرج پہنچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل اور نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو یہ سب برے کام ہیں‘‘۔

(الحکم۔ جلد نمبر ۱۰، نمبر ۲۲، صفحہ ۳۔ بتاریخ ۲۴؍ جون ۱۹۰۶ء۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ ۲۱۸۔ ۲۱۹)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

’’غیبت کرنے والے کی نسبت قرآن کریم میں ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ عورتوں میں یہ بیماری بہت ہے۔ آدھی رات تک بیٹھی غیبت کرتی ہیں اور پھر صبح اٹھ کر وہی کام شروع کر دیتی ہیں۔ لیکن اس سے بچنا چاہئے۔ عورتوں کی خاص سورۃ قرآن شریف میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مَیں نے بہشت میں دیکھا کہ فقیر زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ عورتوں میں چند عیب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں۔ ان میں سے یہ ہیں کہ شیخی کرنا کہ ہم ایسے ہیں، ایسے ہیں۔ پھر قوم پر فخر کرنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نیچی ذات کی ہے۔ پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہے تو اس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ شروع کر دیتی ہیں کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہوئے ہیں، زیور اس کے پاس کچھ نہیں وغیرہ وغیرہ۔

(بدر ۷ جون ۱۹۰۶)

فرمانِ خلیفۂ وقت

’’بعض لوگ اس لئے تجسس کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً عمومی زندگی میں لیتے ہیں، دفتروں میں کام کرنے والے، ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ، کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے، اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں تاکہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں، ان کے منظور نظر ہو جائیں۔ یا بعضوں کو یونہی بلاوجہ عادت ہوتی ہے، کسی سے بلاوجہ کا بیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی برائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہوگا، ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لئے، دنیاوی چیز کے لئے، ذرا سی باتوں کا مزا لینے کے لئے، اپنی جنت کو ضائع کرتا پھرے۔‘‘

پھر فرمایا:۔

’’شکوہ کرنا بھی غیبت والی بات ہی ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ جب مشترکہ دوستوں میں بیٹھ کے شکایتیں شروع ہوگئیں تو پھر آہستہ آہستہ یہی شکوے شکایتیں جو ہیں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اور پھر غیبت کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس لئے ہلکی سے ہلکی بھی جس میں شائبہ بھی ہو غیبت کا، وہ بات نہیں کرنی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 26 دسمبر 2003ء بمطابق ۲۶/ فتح ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- خلاصہ خطبہ جمعہ
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 26 جون 2020ء
- مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت وبرکات

دربارِ خلافت

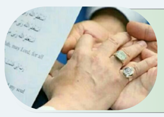

والدین کے ساتھ حسن سلوک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

’’پہلی بات یہ ہے کہ حکم دیا گیا کہ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا یعنی والدین کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کا معاملہ کرو۔ اس بات کی طرف توجہ دلا دی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے بعد تمہیں والدین کو ہر شر سے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے کیونکہ انہوں نے بھی تمہیں بچپن میں ہر شر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ تمہارے والدین ہی ہیں جو تمہاری صحت و سلامتی کے لئے تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ پس آج بڑے ہو کر تمہارا فرض بنتا ہے کہ ان کے حقوق ادا کرو۔

ایک جگہ فرمایا اگر ان پہ بڑھاپا آ جائے تو انہیں اُف تک نہ کہو، ان کی باتیں مانو۔ ایک جگہ فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل:25) پس یہ دعا بھی اس لئے ہے کہ تمہارے جذبات، تمہارے خیالات ان کے لئے رحم کے رہیں اور پھر یہ دو طرفہ دعائیں ایک دوسرے پر سلامتی برسانے والی ہوں۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے والدین سے احسان کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور شکر گزار بندہ بننے کا ذکر فرمایا۔

فرماتا ہے وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (الاحقاف:16) اور ہم نے انسان کو تاکید کی، نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ 30 مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور 40 سال کا ہو گیا تو اس نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ مَیں تیری اس نعمت کا شکر ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجا لاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی اصلاح کر دے، یقیناً مَیں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یعنی حقیقی فرمانبردار مَیں تبھی بن سکتا ہوں، حقیقی اسلام میرے اندر تبھی داخل ہو سکتا ہے، سلامتی پھیلانے والا میں تبھی کہلا سکتا ہوں جب ان حکموں پر عمل کرتے ہوئے جس میں سے ایک حکم یہ ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرو۔ ان کے احسانوں کو یاد کر کے ان سے احسان کا سلوک کرو۔ ان نعمتوں کے شکر گزار بنو۔ جو انسان یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تُو مجھے ان نعمتوں کا شکر گزار بنا جو تُو نے مجھ پر کی ہیں، جو مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کی ہیں میرے والدین پر کی ہیں کہ ان کی اولاد سلامتی پھیلانے والی اور نیک اعمال کرنے والی ہو اور پھر آئندہ نسل کی سلامتی اور نیکیوں پر قائم رہنے کی بھی دعا اے خدا میں تجھ سے مانگتا ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ یکم جون 2007ء) (الفضل انٹرنیشنل 22/جون تا 28/جون 2007ء)

آج کی دعا

حضرت عبداللہ بن خُبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا:۔

’’تم سورۃ اخلاص اور بعد کی دو سورتیں (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) صبح شام تین بار پڑھا کرو۔ یہ ذکر تجھے ہر چیز سے بے نیاز کر دے گا۔‘‘ (ابو داؤد۔ کتاب الادب باب ما یقول اذا اصبح)

یہ قرآنِ مجید کی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی اور شیطان سے بچنے کی جامع دعائیں ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ جب کبھی بیمار ہوتے تو آخری 2 سورتیں پڑھ کر ہاتھوں میں پھونک کر جسم پر مل لیتے۔ جب آخری بیماری شدید ہوئی تو میں یہ سورتیں پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر آپ ﷺ کے بدن پر مل دیتی تھی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 16 فروری 2018 میں ان سورتوں کے پڑھنے کی احباب جماعت کو تحریک فرمائی ہے۔ اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آج کل کے حالات میں رات سونے سے پہلے دیگر دعاؤں کے ساتھ ساتھ یہ سورتیں بھی پڑھنی چاہئیں۔ پھر گھر سے نکلتے ہوئے دوسری دعاؤں کے علاوہ ان تینوں سورتوں کو پڑھنا چاہئے تا کہ ہم ہمیشہ اطاعت رسالت اور اطاعت خلافت کرتے ہوئے خدا کی کامل حفاظت کے حصار میں رہیں۔ آمین

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

اوصافِ قرآن مجید

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمہ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نَیَّرِ بیضا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اَعمیٰ نکلا

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 274 مطبوعہ 1882ء)

Light of the Furqan

The light of the Furqan Is the brightest of all lights;
Holy is He from Whom This river of spiritual light issued forth.
The tree of faith in divine unity Was about to wither away;
All of a sudden,this pure spring Gushed forth from the unseen.
O Allah!Your Furqan is a universe in itself;
It contains everything that was ever needed.
We searched the whole world,We rummaged through all the shops;
But we found only this one goblet Containing the true knowledge of the Divine.
The similitude of this light cannot be found In the whole wide world;
For it is unique in every thing,And matchless in every quality.
At first we thought that the Furqan Is like the rod of Moses
Then when we reflected further,And found every word to be a Messiah.
Blind as they are,It is their own fault;Otherwise this light has shone As brightly as a hundred suns.
How pathetic is the life Of the people in this world,
Whose hearts remained blind Even in the presence of this Light.

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 جولائی 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذؓ کے جنازے پر ستّر ہزار فرشتے حاضر ہیں جو اس سے قبل کبھی زمین پر نہیں اترے
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا اور قبولِ اسلام کے وقت آپؓ کی عمر سترہ یا اُنیس برس تھی
دو مرحومین مکرم ماسٹر عبدالسمیع خان صاحب کا ٹھگرھی اور مکرم سیّد مجیب اللہ صادق صاحب یو کے کا ذکر خیر، ان سمیت مکرم رانا نعیم الدین صاحب کی نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت صحابہ حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 17؍ جولائی 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا:

گذشتہ خطبے میں حضرت سعد بن معاذؓ کا ذکر ہو رہا تھا۔ غزوۂ احزاب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کا جانی نقصان زیادہ نہیں ہوا صرف پانچ، چھ آدمی شہید ہوئے۔ کفّار کے بھی صرف تین آدمی قتل ہوئے لیکن اس جنگ میں قریش کو ایسا دھکا لگا کہ وہ پھر کبھی مسلمانوں کے خلاف اس طرح جتھہ بنا کر حملہ آور ہونے کی ہمّت نہ کر سکے۔

حضرت سعد بن معاذؓ کو غزوۂ خندق کے موقعے پر کلائی میں زخم آیا جس سے آپؓ کی شہادت ہوئی۔ سعدؓ طویل القامت اور عظیم الجثہ شخص تھے۔ حضرت عائشہؓ نے غزوۂ خندق کے روز دیکھا کہ سعدؓ کے بدن پر ایک زرہ تھی جس سے آپؓ کی دونوں اطراف باہر تھیں۔ جب سعدؓ زخمی ہوئے تو آپؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ بنو قریظہ سے میری تسلّی نہ کرا لے۔ حضرت سعدؓ کے بازو میں تیر لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے تیر کا پھل نکالا اور اسے داغ دیا۔ پھر حضور ﷺ نے اُن کے لیے مسجد میں خیمہ نصب کرایا تا کہ قریب رہ کر ان کی عیادت کر سکیں۔ اسی طرح رفیدہ نامی ایک خاتون جو نرسنگ کی ماہر تھیں آپؓ کی خدمت پر مامور ہوئیں۔

جب آپؓ کا زخم خشک ہو کر اچھا ہونے لگا تو آپؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر قریش کے ساتھ جنگ میں سے کچھ باقی ہے تو مجھے ان کے مقابلے کے لیے زندہ رکھ اور اگر تُو نے ہمارے اور اُن کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے تو پھر اس زخم کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ اسی رات آپؓ کا زخم پھٹ گیا اور خون بہ نکلا، رسول اللہ ﷺ نے سعدؓ کا سر اپنی گود میں رکھا اور انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ آپؓ کا خون رسول اللہ ﷺ کے منہ اور داڑھی پر لگ جاتا۔ حضور ﷺ نے آپؓ کے لیے دعا کی کہ اے اللہ! تُو سعد کی رُوح کو اس خیر کے ساتھ قبول فرما جس کے ساتھ تُو کسی روح کو قبول کرتا ہے۔ بوقتِ شہادت سعدؓ کی عمر 37 سال تھی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ سعدؓ کی وفات مسلمانوں کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان تھی۔ سعدؓ کی انصار میں قریباً وہی پوزیشن تھی جو مہاجرین میں حضرت ابوبکرؓ کو حاصل تھی۔ آنحضرت ﷺ کو آپؓ کی وفات کا شدید صدمہ ہوا لیکن آپؐ نے کامل صبر سے کام لیا، سعدؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور تدفین کے لیے خود ساتھ تشریف لے گئے۔ غالباً اسی موقعے پر آپؐ نے فرمایا کہ سعد کی موت پر خدائے رحمٰن کا عرش جھومنے لگ گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سعدؓ کی والدہ سے فرمایا کہ تمہارا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ مسکرایا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذؓ کے جنازے پر ستّر ہزار فرشتے حاضر ہیں جو اس سے قبل کبھی زمین پر نہیں اترے۔ سعدؓ کے جنازے سے واپسی پر حضور ﷺ کے آنسو آپؐ کی داڑھی پر بہ رہے تھے۔

ایک عرصے کے بعد آپؐ کو کچھ ریشمی چادریں بطور ہدیہ پیش کی گئیں تو صحابہ ان کی نرمی اور ملائمت سے بہت متاثر ہوئے اور انہیں ایک غیر معمولی چیز جانا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! جنت میں سعدؓ کی چادریں ان سے بہت زیادہ نرم اور اچھی ہیں۔

دوسرے صحابی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا حضور انور نے تذکرہ فرمایا۔ آپؓ کی کنیت ابواسحٰق تھی جبکہ آپؓ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو زہرہ سے تھا۔ یہ وہی قبیلہ ہے جس سے آنحضرت ﷺ کی والدہ کا تعلق تھا چنانچہ آپؐ حضرت سعدؓ کو اپنا ماموں کہا کرتے تھے۔ آپؓ عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔ قبولِ اسلام کی نسبت سعدؓ نے خواب میں دیکھا کہ آپؓ تاریکی میں ہیں کہ اچانک چاند طلوع ہوا تو آپؓ اس جانب چل پڑے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ، علیؓ اور زید بن حارثہؓ بھی اسی جانب جا رہے ہیں۔ آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا اور قبولِ اسلام کے وقت آپؓ کی عمر سترہ یا انیس برس تھی۔

حضرت سعدؓ کی والدہ نے قسم کھائی تھی کہ جب تک سعدؓ اسلام کا انکار نہ کر دیں وہ ان سے بات نہ کرے گی چنانچہ وہ کچھ کھاتی پیتی نہ تھی جب سعدؓ کی والدہ کی حالت بہت زیادہ خراب ہوگئی تو سعدؓ نے اس سے کہا کہ اے ماں! اگر تمہاری ایک ہزار جانیں ہوں اور وہ ایک ایک کر کے نکلیں تب بھی میں اپنے دین کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔

اسلام کے ابتدائی دنوں میں مسلمان مکّے کی گھاٹی میں چھپ کر نماز پڑھ رہے تھے کہ کفّار نے دیکھ کر خوب مذاق اڑایا اور دینِ اسلام میں عیب نکالے تو نوبت لڑائی تک جا پہنچی۔ سعدؓ نے ایک مشرک کے سر پر اونٹ کی ہڈی اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ یہ پہلا خون تھا جو اسلام میں بہایا گیا۔

شعب ابی طالب میں محصوری کے دوران تکالیف اٹھانے والے مسلمانوں میں سعدؓ بھی شامل تھے۔ ایک رات آپؓ کو پاؤں کے نیچے کوئی نرم چیز محسوس ہوئی، بھوک کی شدت کے باعث آپؓ نے اسے اٹھا کر نگل لیا۔ فرماتے تھے کہ مجھے آج تک نہیں پتا کہ وہ چیز کیا تھی۔ اسی طرح ایک دفعہ آپؓ کو چمڑے کا ایک ٹکڑا ملا جسے آپؓ نے صاف کر کے بھونا اور کھا لیا اور تین دن اسی پر بسر کیے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ابتدائی ہجرت کرنے والوں میں سے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے آپؓ کی مؤاخات حضرت مصعب بن عمیرؓ یا سعد بن معاذؓ کے ساتھ قائم فرمائی۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ قریش کے بہادر شاہ سواروں میں سے تھے۔ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کی ذمہ داری جن اصحاب کے سپرد ہوتی آپؓ اُن میں شامل تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ کے اصحاب میں چار اشخاص حضرت عمرؓ، علیؓ، زبیرؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ سخت حملہ آور تھے۔

ہجرتِ مدینہ کے ابتدائی ایام میں مسلمانوں کو ہر وقت کفّارِ مکّہ کے حملے کا خطرہ رہتا تھا جس کی وجہ سے مسلمان اکثر راتوں کو جاگا کرتے تھے۔ ایسی ہی ایک رات حضورِ اکرم ﷺ سو نہ سکے تو آپؐ نے فرمایا کہ کاش میرے صحابہ میں سے کوئی آج رات پہرہ دے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسی دوران ہم نے اسلحے کی آواز سُنی۔ آپؐ نے فرمایا کون ہے تو باہر سے آواز آئی سعد بن ابی وقاص ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیسے آئے تو سعدؓ نے عرض کیا پہرے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے سعدؓ کو دعا دی کہ اے اللہ! سعد جب تجھ سے دعا کریں تو ان کی دعا کو قبول کیجیو۔

اس دعا کی برکت سے سعدؓ بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ ایک مرتبہ کوئی شخص حضرت علیؓ کو گالیاں نکال رہا تھا تو سعدؓ نے اسے ٹوکا اور حضرت علیؓ کے فضائل بیان فرمائے۔ پھر آپؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر اس شخص نے حضرت علیؓ کو گالیاں دی ہیں تو اس مجمع کے منتشر ہونے سے پہلے اپنی قدرت کا نشان دکھا۔ چنانچہ اس شخص کی سواری نے اسے نیچے گرا دیا اور اس کے سر کو پیروں سے پتھر پر مارا جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

غزوۂ احزاب میں جب خندق میں ایک جگہ شگاف پڑا تو آنحضرت ﷺ اس کی حفاظت کے لیے متواتر جاگتے رہے یہاں تک کہ بالکل نڈھال ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کاش کوئی مخلص مسلمان ہوتا تو میں کچھ دیر آرام سے سو جاتا۔ ایسے میں باہر سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی آواز آئی۔ آنحضرت ﷺ کے استفسار پر آپؓ نے فرمایا کہ پہرہ دینے آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جہاں خندق کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے وہاں جاؤ اور اُس کا پہرہ دو۔

خطبے کے آخر پر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو مرحومین کا ذکرِ خیر فرمایا۔ جن میں پہلا ذکر مکرم ماسٹر عبدالسمیع خان صاحب کا ٹھگرھی کا تھا جو 6؍ جولائی کو ربوہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم 1937ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت چوہدری عبدالسلام خان صاحب کا ٹھگرھی حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ مرحوم تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ اسی طرح بطور زعیم انصار اللہ اور صدر حلقہ دارالرحمت شرقی خدمت کی توفیق ملی۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ مرحوم میرے بھی استاد تھے۔ سکول میں بڑے اچھے انداز میں پڑھایا کرتے، چہرے پر ہمیشہ نرمی رہتی اور سمجھاتے بہت اچھے انداز میں تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

دوسرا ذکرِ خیر مکرم سیّد مجیب اللہ صادق صاحب کا تھا جو 28؍ مئی کو 83 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو ارلز فیلڈ، یو کے میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح امیر صاحب یو کے کے دفتر میں سولہ سال رضا کارانہ خدمات بجالاتے رہے۔ مرحوم تہجد گزار، خلافت اور جماعت سے محبت رکھنے والے، بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

خطبے کے اختتام پر حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے پرانے کارکن اور اسیر راہِ مولیٰ رانا نعیم الدین صاحب مرحوم کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے۔ ان کی بھی نمازِ جنازہ ان شاء اللہ آج ادا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے ساتھ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26 جون 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابنِ عوف! تم جنت میں رینگتے ہوئے داخل ہو گے کیونکہ مالدار ہو۔ پس راہِ خدا میں خرچ کرو تا کہ اپنے قدموں پر چل کر جنت میں داخل ہوسکو۔

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرنے والے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور اسلام اور بانی اسلامؐ کے ایک نہایت جاں نثار عاشق، نہایت درجہ مخلص باصفا، بے لوث فدائی، بلند پایہ کے وفادار اور قبیلہ اوس کے رئیس اعظم حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہما کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ خطبے میں بھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ذکر کیا گیا تھا اور بقایا کچھ حصہ اس ذکر کا رہتا تھا جو آج بیان کروں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی سخاوت بھی مشہور تھی اور مالی قربانیاں بھی انہوں نے بہت کیں۔ اس حوالہ سے آج اکثر حوالے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے وصیت کی تھی کہ جنگِ بدر میں شریک ہونے والے ہر ایک کو چار سو دینار ان کے ترکہ میں سے دیے جائیں۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اس وقت ان اصحاب کی تعداد سو تھی۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ جزء4 صفحہ 293 عبد الرحمٰن بن عوف دار الفکر بیروت 1995ء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرامؓ کو غزوۂ تبوک کی تیاری کے لیے حکم دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کو اللہ کی راہ میں مال اور سواری مہیا کرنے کی تحریک بھی فرمائی۔ اس پر سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ آئے اور اپنے گھر کا سارا مال لے آئے جو کہ چار ہزار درہم تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ اپنے گھر کا آدھا مال لے کر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑا ہے تو انہوں نے عرض کیا نصف چھوڑ کر آیا ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ایک سو اَوقیہ دیے۔ ایک اَوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ یعنی تقریباً چار ہزار درہم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان بن عفانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ زمین پر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے دو خزانے ہیں جو اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہیں۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 184 غزوہ تبوک مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

(لغات الحدیث جلد 4 صفحہ 527 زیر لفظ ''اوقیہ'')

حضرت ام بکر بنت مِسوَرؓ روایت کرتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ سے ایک زمین چالیس ہزار دینار کے عوض خریدی اور بنو زُہرَہ کے غرباء اور ضرورت مندوں اور امہات المومنین میں تقسیم فرمادی۔ مِسوَر بن مَخرَمہ کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس زمین میں سے ان کا حصہ دیا تو حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد تم سے حسن سلوک وہی کرے گا جو نہایت درجہ صبر کرنے والا ہو گا۔ پھر آپؓ نے دعا دی کہ اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو جنت کے چشمہ سلسبیل کا مشروب پلا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء3 صفحہ 98 عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 119)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میرے اہل خانہ کی خبر گیری کرنے والا شخص سچا اور نیکو کار ہی ہو گا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ امہات المومنینؓ کو ان کی سواریوں سمیت لے کر نکلتے۔ انہیں حج کراتے اور ان کے کجاووں پر پردے ڈالتے اور پڑاؤ کے لیے ایسی گھاٹیاں منتخب کرتے جن میں گزرگاہ نہ ہوتی تاکہ بے پردگی نہ ہو اور آزادی سے وہ پڑاؤ کر سکیں۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ جزء4 صفحہ 292 عبد الرحمٰن بن عوف دار الفکر بیروت 1995ء)

ایک بار مدینے میں اجناس خوردنی کا قحط تھا۔ اسی اثنا میں شام سے سات سو اونٹوں پر مشتمل گندم، آٹا اور خوردنی اشیاء کا قافلہ مدینہ آیا جس سے مدینے میں ہر طرف شور مچ گیا۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا یہ شور کیسا ہے؟ عرض کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا سات سو اونٹوں کا قافلہ آیا ہے جس پر گندم آٹا اور کھانے کی اشیاء لدی ہوئی ہیں۔ امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپؐ فرماتے تھے کہ عبدالرحمٰنؓ جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہو گا۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی یہ روایت جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو پہنچی تو وہ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے ماں! مَیں آپؓ کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ یہ سارا غلہ اور خوردنی اشیاء اور یہ سب باردانہ اور اونٹوں کے پالان تک میں نے راہِ خدا میں دے دیے تا کہ میں چل کر جنت میں جاؤں۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء3 صفحہ 478 عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 110-111)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے انفاق فی سبیل اللہ کے بیشتر واقعات صحابہ کے حالات مدوّن کرنے والوں نے جمع کیے ہیں۔ اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے تھے۔ ایک بار انہوں نے ایک دن میں تیس غلام آزاد کیے۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 110)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کو کچھ روپے کی ضرورت تھی۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے قرض مانگا۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین! آپؓ مجھ سے ہی کیوں مانگتے ہیں۔ آپؓ بیت المال سے بھی قرض لے سکتے ہیں اور عثمانؓ یا کسی اَور صاحبِ استطاعت سے بھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا اس لیے کرتا ہوں کہ شاید بیت المال کو رقم واپس کرنا بھول جاؤں اور کسی دوسرے سے لوں تو شاید وہ لحاظ یا کسی اَور وجہ سے مجھ سے رقم کی واپسی کا مطالبہ نہ کرے اور مَیں بھول جاؤں لیکن تم اپنی رقم مجھ سے مانگ کر بھی ضرور واپس لے لو گے۔ (عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 882 البدر پبلیکیشنز لاہور) آپس میں بے تکلفی کی یہ حالت تھی اور جب ان کو ضرورت ہوتی تو وہ لے بھی لیا کرتے تھے، لے سکتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بیٹے ابراہیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابنِ عوف! تم جنت میں رینگتے ہوئے داخل ہو گے کیونکہ مالدار ہو۔ پس راہ خدا میں خرچ کرو تا کہ اپنے قدموں پر چل کر جنت میں داخل ہوسکو۔ یہ جو حضرت عائشہ والی پہلی روایت ہے اس سے بھی یہ ملتی جلتی روایت ہے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! راہِ خدا میں کیا خرچ کروں؟ فرمایا جو موجود ہے خرچ کرو۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا سارا؟ فرمایا ہاں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ یہ ارادہ کر کے نکلے کہ سارا مال راہ خدا میں دے دوں گا۔ تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلوا بھیجا اور فرمایا کہ تمہارے جانے کے بعد جبرئیل آئے۔ انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن کو کہو کہ مہمان نوازی کرے۔ مسکین کو کھانا کھلائے۔ سوالی کو دے اور دوسروں کی نسبت رشتہ داروں پر پہلے خرچ کرے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو اس کا مال پاک ہو جائے گا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء3 صفحہ 97 من بنی زھرۃ بن کلاب دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب صفحہ 112)

اور پاک مال، اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسا خرچ کیا ہوا مال جو ہے اس سے پھر گھٹنوں کے بل نہیں بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ پاؤں پہ کھڑے ہو کے جنت میں جاؤ گے۔ نتیجہ آگے یہی نکلتا ہے۔ ایک بار اپنا آدھا مال جو چار ہزار درہم تھا راہ خدا میں دے دیا۔ پھر ایک مرتبہ چالیس ہزار درہم۔ پھر ایک بار چالیس ہزار دینار راہ خدا میں صدقہ دیا۔ ایک دفعہ پانچ صد گھوڑے راہ خدا میں وقف کیے۔ پھر دوسری دفعہ پانچ سو اونٹ راہ خدا میں دیے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء3 صفحہ 478 عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 111)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بیٹے ابو سَلَمہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ابا نے امہات المومنینؓ کے حق میں ایک باغیچے کی وصیت فرمائی۔ اس باغیچے کی قیمت چار لاکھ درہم تھی۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 119)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے راہِ خدا میں دینے کے لیے پچاس ہزار دینار کی وصیت کی تھی۔ ترکے میں ایک ہزار اونٹ، تین ہزار بکریاں، سو گھوڑے تھے جو بقیع میں چرتے تھے۔ جُرفُ مدینے سے تین میل شمال کی جانب ایک جگہ ہے جہاں حضرت عمرؓ کی کچھ جائیداد تھی۔ اس مقام پر بیس پانی کھینچنے والے اونٹوں سے آپ زراعت کرتے تھے اور اسی سے گھر والوں کے لیے سال بھر کا غلہ مل جاتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ترکے میں اتنا سونا چھوڑا جو کلہاڑیوں سے کاٹا گیا یہاں تک کہ لوگوں کے ہاتھوں میں اس سے چھالے پڑ گئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء3 صفحہ 100-101 عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 118)(فرہنگ سیرت صفحہ 87 زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا انتقال اکتیس ہجری میں ہوا۔ بعض کے نزدیک بتیس ہجری میں ہوا۔ بہتّر (72) برس زندہ رہے۔ بعض کے نزدیک اٹھہتر برس اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک قول کے مطابق حضرت زبیر بن العوامؓ نے جنازہ پڑھایا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ جزء4 صفحہ 293 عبد الرحمٰن بن عوف دار الفکر بیروت 1995ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 3 صفحہ 100 عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی وفات پر چارپائی کے پاس کھڑے ہو کر حضرت سعد بن مالکؓ نے کہا۔ وَاجَبلَاہ۔ کہ ہائے افسوس پہاڑ جیسی شخصیت اٹھ گئی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ابنِ عوف اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ انہوں نے دنیا کے چشمے سے صاف پانی پیا اور گدلا چھوڑ دیا۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ ابنِ عوف نے اچھا زمانہ پایا اور بُرے وقت سے پہلے چلے گئے۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 117)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنے پسماندگان میں تین بیویاں چھوڑیں۔ ہر ایک بیوی کو اس کے آٹھویں حصے میں سے اسّی اسّی ہزار درہم دیے گئے جبکہ ایک دوسری روایت میں آپ کی چار بیویاں تھیں اور ہر ایک کے حصے میں اسّی ہزار درہم آئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 3 صفحہ 101 عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

اب اگلا ذکر جن صحابی کا ہے ان کا نام حضرت سعد بن مُعاذؓ ہے۔ حضرت سعد بن مُعاذؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ اَوس کی شاخ بنو عَبدُالاَشْہَل سے تھا اور آپ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ آپؓ کے والد کا نام معاذ بن نعمان تھا اور والدہ کا نام کَبشَہؓ بنتِ رَافع تھا جو صحابیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ حضرت سَعد بن مُعاذؓ کی کنیت ابو عَمرو تھی۔ حضرت سَعد بن مُعاذؓ کی بیوی کا نام ہِندؓ بنت سِمَاکؓ تھا جو صحابیہ تھیں۔ حضرت ہندؓ سے حضرت سَعد بن مُعاذؓ کی اولاد میں عَمرو اور عبداللہ تھے۔ حضرت سَعد بن مُعاذؓ اور حضرت اُسَید بن حُضَیر نے حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل ہونے والے ستّر صحابہ سے پہلے مدینہ آ گئے تھے۔ ان کو مدینہ بھجوایا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے اور انہیں قرآن پڑھ کر سناتے۔ جب حضرت سَعد بن مُعاذؓ نے اسلام قبول کیا تو بنو عبدالاشہل سے کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تمہارے مردوں اور عورتوں سے کلام کروں یہاں تک کہ تم اسلام قبول کر لو۔ چنانچہ اس قبیلے کے سب افراد نے اسلام قبول کر لیا اور انصار میں سے بنو عبدالاشہل کا گھرانہ وہ پہلا گھرانہ تھا جس کے سب مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا۔

حضرت سَعد بن مُعاذؓ حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ اور حضرت اسعد بن زُرارہؓ کو اپنے گھر لے آئے۔ مُصْعَب بن عُمَیرؓ اور اَسْعَد بن زُرارہؓ دونوں آدمیوں کو لے آئے۔ پھر وہ دونوں حضرت سَعد بن مُعاذؓ کے گھر میں ہی لوگوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے۔ حضرت سَعد بن مُعاذؓ اور حضرت اَسْعَد بن زُرارہؓ خالہ زاد بھائی تھے اور حضرت سَعد بن مُعاذؓ اور حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ نے بنو عبدالاشہل کے بت توڑے تھے۔ ایک ہی خاندان کے تھے۔ اس لیے جب سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا تو انہوں نے ان کے بت توڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کی مؤاخات حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے کی تھی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ کی مؤاخات حضرت ابو عُبَیدہ بِن الجَرَّاحؓ سے کی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ 320-321 ''سَعْدِ بْنُ مُعَاذ'' دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الثانی صفحہ 461 ''سَعْدِ بْنُ مُعَاذ'' دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر عسقلانی جلد 03 صفحہ 70 ''سَعْدِ بْنُ مُعَاذ'' دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

حضرت سَعد بن مُعاذؓ کے قبولیت اسلام کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں جو لکھا ہے وہ یہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ

بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد مکہ سے رخصت ہوتے ہوئے ان بارہ نومسلمین نے درخواست کی کہ کوئی اسلامی معلم ہمارے ساتھ بھیجا جاوے تا کہ وہ ہمیں وہاں دین سکھائے، ہمیں اسلام کی تعلیم دے اور ہمارے مشرک بھائیوں کو اسلام کی تبلیغ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُصْعَب بن عُمَیرؓ کو جو قبیلہ عبدالدَّار کے ایک نہایت مخلص نوجوان تھے ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ کو بھیج دیا۔ اسلامی مبلغ ان دنوں میں قاری یا مُقری کہلاتے تھے کیونکہ ان کا کام زیادہ تر قرآن شریف سنانا تھا کیونکہ یہی تبلیغِ اسلام کا بہترین ذریعہ تھا۔ چنانچہ مُصْعَب بھی جب مبلغ بن کے یثرب میں گئے تو اسی وجہ سے مُقری کے نام سے مشہور ہو گئے۔

مُصْعَب بن عُمَیرؓ نے مدینہ پہنچ کر اَسْعَد بن زُرارہؓ کے مکان پر قیام کیا۔ غالباً اس کا کچھ حصہ مَیں مُصْعَب بن عُمَیرؓ کے ذکر میں بھی بتا چکا ہوں۔ بہرحال یہاں بھی یہ ذکر ہے۔ انہوں نے اَسْعَد بن زُرارہؓ کے مکان پر قیام کیا جو مدینے میں سب سے پہلے مسلمان تھے۔ یہ اَسْعَد بن زُرارہؓ ویسے بھی ایک نہایت مخلص اور باا ثر بزرگ تھے اور اسی مکان کو اپنا تبلیغی مرکز بنایا اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ اور چونکہ مدینے میں مسلمانوں کو اجتماعی زندگی نصیب تھی اور تھی بھی نسبتاً امن کی زندگی، اس لیے اَسْعَد بن زرارہؓ کی تجویز پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُصْعَب بن عُمَیرؓ کو جمعے کی نماز کی ہدایت فرمائی۔ اس طرح مسلمانوں کی اشتراکی زندگی کا آغاز اور اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ میں گھر گھر اسلام کا چرچا ہونے لگا۔ جمعہ باقاعدہ وہاں پڑھا جانے لگا اور اسلام کا چرچا بھی ہونے لگا اور اَوس اور خزرج بڑی سرعت کے ساتھ مسلمان ہونے شروع ہو گئے۔ بعض صورتوں میں تو ایک قبیلے کا قبیلہ ایک دن میں ہی سب کا سب مسلمان ہو گیا۔ چنانچہ بنو عبدالاشہل کا قبیلہ بھی اسی طرح ایک ہی وقت میں اکٹھا مسلمان ہوا تھا۔ یہ قبیلہ انصار کے مشہور قبیلہ اوس کا ایک ممتاز حصہ تھا اور اس کے رئیس کا نام سَعد بن مُعاذؓ تھا جو صرف قبیلہ بنو عبدالاشہل کے ہی رئیس اعظم نہیں تھے بلکہ تمام قبیلہ اوس کے سردار تھے۔

جب مدینہ میں اسلام کا چرچا ہوا تو سَعد بن مُعاذؓ کو یہ بُرا معلوم ہوا اور انہوں نے اسے روکنا چاہا۔ جب سَعد بن مُعاذؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جب اسلام مدینے میں پھیلنا شروع ہوا یہ قبیلے کے رئیس تھے تو ان کو بہت برا لگا۔ مگر اَسْعَد بن زُرارہؓ سے ان کی بہت قریب کی رشتہ داری تھی ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی تھے اور اسعد مسلمان ہو چکے تھے اس لیے سَعد بن مُعاذؓ خود براہِ راست دخل دیتے ہوئے جھجکتے تھے۔ رکتے تھے کہ آپس میں رشتہ داریوں میں کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو جائے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے ایک دوسرے رشتہ دار اُسید بن الحضیر سے کہا کہ اَسْعَد بن زُرارہؓ کی وجہ سے مجھے تو کچھ حجاب ہے مگر تم جا کر مُصْعَب کو روک دو کہ ہمارے لوگوں میں یہ بے دینی نہ پھیلائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے جو مبلغ بھیجے تھے ان کو جا کے روکو کہ یہ دین ہمارے شہر میں نہ پھیلائیں اور اسعدؓ سے بھی کہہ دو کہ یہ طریق اچھا نہیں ہے۔ اُسَید جو تھے وہ قبیلہ بنو اَشْہَل کے ممتاز رؤسا میں سے تھے۔ حتیٰ کہ ان کا والد جنگِ بُعاث میں تمام اوس کا سردار رہ چکا تھا۔ جنگ بُعاث جو ہے اس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ یہ جنگ اسلام سے قبل مدینے کے دو قبائل اوس اور خزرج کے درمیان ہوئی تھی۔

بہرحال سَعد بن مُعاذؓ کے بعد اُسَید بن حُضَیرؓ کا اپنے قبیلہ پر بہت اثر تھا۔ چنانچہ سعدؓ کے کہنے پر وہ مُصْعَب بن عُمَیرؓ اور اَسْعَد بن زرارہؓ کے پاس گئے اور مصعبؓ سے مخاطب ہو کر غصہ کے لہجہ میں کہا۔ تم کیوں ہمارے آدمیوں کو بے دین کرتے پھرتے ہو۔ اس سے باز آ جاؤ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔ پیشتر اس کے کہ مصعبؓ کچھ جواب دیتے اسعدؓ نے آہستگی سے مصعبؓ سے کہا کہ یہ اپنے قبیلہ کے ایک باا ثر رئیس ہیں ان سے بہت نرمی اور محبت سے بات کرنا۔ چنانچہ مصعبؓ نے بڑے ادب اور محبت کے رنگ میں اسیدؓ سے کہا کہ آپ ناراض نہ ہوں بلکہ مہربانی فرما کر تھوڑی دیر تشریف رکھیں، ٹھنڈے دل سے ہماری بات سن لیں اور اس کے بعد کوئی رائے قائم کریں۔ اُسَیدؓ اس بات کو معقول سمجھ کر بیٹھ گئے اور مصعبؓ نے انہیں قرآن شریف سنایا اور بڑی محبت کے پیرایہ میں اسلامی تعلیم سے آگاہ کیا۔ اُسیدؓ پر اتنا اثر ہوا کہ وہیں مسلمان ہو گئے اور پھر کہنے لگے کہ میرے پیچھے ایک ایسا شخص ہے جو اگر ایمان لے آیا تو ہمارا سارا قبیلہ مسلمان ہو جائے گا جس نے مجھے بھیجا ہے۔ تم ٹھہرو میں اسے بھی یہاں بھیجتا ہوں۔ یہ کہہ کر اسید اٹھ کر چلے گئے اور کسی بہانہ سے سَعد بن مُعاذؓ کو مُصْعَب بن عُمَیرؓ اور اَسْعَد بن زُرارہؓ کی طرف بھجوا دیا۔ سَعد بن مُعاذؓ آئے اور بڑے غضبناک ہو کر اَسْعَد بن زُرارہؓ سے کہنے لگے کہ دیکھو اسعد! تم اپنی قرابت داری کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو۔ میری جو تمہارے سے رشتہ داری ہے اس کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو اور یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس پر مصعبؓ نے جو مبلغ تھے اور مکہ سے آئے ہوئے تھے، اسی طرح نرمی اور محبت کے ساتھ ان کو ٹھنڈا کیا۔ حضرت مصعبؓ نے بڑی محبت سے ان سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ ذرا تھوڑی دیر تشریف رکھ کر میری بات سن لیں اور پھر اگر اس میں کوئی چیز قابل اعتراض ہو تو بے شک ردّ کر دیں۔ سعد نے کہا ہاں یہ مطالبہ معقول ہے اور اپنا نیزہ ٹیک کر بیٹھ گئے۔ نیزہ ان کے ہاتھ میں تھا اور اکثر جو تھے وہ اس طرح ہی ہتھیار لے کے پھرا کرتے تھے۔ اور مصعبؓ نے اسی طرح پہلے قرآن شریف کی تلاوت کی اور پھر اپنے دلکش رنگ میں اسلامی اصول کی تشریح کی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ یہ بت بھی رام تھا۔ یعنی دل ان کا نرم ہو گیا اور ان پر بھی اسلام کی تعلیم کا اثر ہو گیا۔ چنانچہ سعدؓ نے مسنون طریق پر غسل کر کے کلمہ شہادت پڑھ دیا اور پھر اس کے بعد سعدؓ اور اُسَید بن حُضَیرؓ دونوں مل کر اپنے قبیلہ والوں کی طرف گئے اور سعدؓ نے ان سے اپنے قبیلے والوں سے مخصوص عربی انداز میں پوچھا کہ اے بنی عبدالاشہل تم مجھے کیسا جانتے ہو؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ آپ ہمارے سردار اور سردار ابن سردار ہیں اور آپ کی بات پر ہمیں کامل اعتماد ہے۔ سعدؓ نے کہا تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں جب تک تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لاؤ۔ اسی وقت تبلیغ بھی شروع کر دی۔ اس کے بعد سعدؓ نے انہیں اسلام کے اصول سمجھائے یعنی اپنے قبیلے والوں کو اسلام کے اصول سمجھائے۔ تعلیم دی اور کہتے ہیں کہ ابھی اس دن پر شام نہیں آئی تھی اور دن ختم نہیں ہوا تھا کہ شام سے پہلے پہلے ہی تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا اور سعدؓ اور اسیدؓ نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی قوم کے بت نکال کر توڑے۔

سَعد بن مُعاذؓ اور اُسَید بن حُضَیرؓ جو اس دن مسلمان ہوئے تھے دونوں چوٹی کے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور انصار میں تو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ لاریب ان کا بہت ہی بلند مقام تھا۔ کوئی شک نہیں اس میں کہ ان کا بہت بلند مقام تھا۔ بالخصوص سَعد بن مُعاذؓ کو تو انصارِ مدینہ میں وہ پوزیشن حاصل تھی جو مہاجرین مکہ میں حضرت ابو بکرؓ کو حاصل تھی۔ یہ نوجوان نہایت درجہ مخلص، نہایت درجہ وفادار اور اسلام اور بانی اسلامؐ کا ایک نہایت جاں نثار عاشق نکلا اور چونکہ وہ اپنے قبیلے کا رئیس اعظم بھی تھا اور نہایت ذہین تھا۔ اسلام میں اسے وہ پوزیشن حاصل ہوئی جو صرف خاص بلکہ اَخَصّ صحابہ کو حاصل تھی، بہت ہی خاص صحابہ کو وہ حاصل تھی اور لاریب اس کی جوانی کی موت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ سعدؓ کی موت پر تو رحمٰن کا عرش بھی حرکت میں آ گیا ہے ایک گہری صداقت پر مبنی تھا۔ ان کی جوانی میں موت ہو گئی تھی۔

غرض اس طرح سرعت کے ساتھ اوس اور خزرج میں اسلام پھیلتا گیا۔ یہود خوف بھری آنکھ کے ساتھ یہ نظارہ دیکھتے تھے اور دل ہی دل میں یہ کہتے تھے کہ خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 224 تا 227)

(فرہنگ سیرت صفحہ 60 زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے کتاب سیرت خاتم النبیینؐ میں مزید ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں تشریف لائے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ قریش مکہ کی طرف سے عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس قبیلہ خزرج اور اس کے مشرک رفقاء کے نام، مکہ والوں کی طرف سے ایک تہدیدی خط آیا کہ تم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پناہ سے دستبردار ہو جاؤ ورنہ تمہاری خیر نہیں ہے۔ چنانچہ اس خط کے الفاظ یہ تھے کہ تم لوگوں نے ہمارے آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی ہے اور ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو تم اس کا ساتھ چھوڑ کر اس کے خلاف جنگ کرو یا کم از کم اسے اپنے شہر سے نکال دو ورنہ ہم اپنا سارا لاؤ لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہو جائیں گے اور تمہارے سارے

مردوں کو تہ تیغ کر دیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کر کے انہیں اپنے لیے جائز کر لیں گے۔

جب مدینہ میں یہ خط پہنچا تو عبد اللہ اور اس کے ساتھی جو پہلے سے ہی دل میں اسلام کے سخت دشمن ہو رہے تھے۔ ان کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، اسلام کے خلاف کینے پنپ رہے تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے تیاری شروع کر دی، تیار ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع ملی تو آپؐ فوراً ان لوگوں سے ملے اور ان لوگوں کے پاس گئے۔ ان کو، عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں کو سمجھایا کہ میرے ساتھ جنگ کرنے میں تمہارا اپنا ہی نقصان ہے کیونکہ تمہارے ہی بھائی بند تمہارے مقابلے میں ہوں گے۔ یہ لوگ جو مسلمان ہوئے ہیں یہ تمہارے قبیلے کے لوگ ہیں، تمہارے شہر کے لوگ ہیں اور جب جنگ کرو گے تو یہی لوگ میری طرف سے تمہارے خلاف لڑیں گے۔ یعنی اوس اور خزرج کے مسلمانوں نے بہرحال میرا ساتھ دینا ہے۔ آپؐ نے انہیں یہ فرمایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا پس میرے ساتھ جنگ کرنے کے صرف یہ معنے ہوں گے کہ تم لوگ اپنے ہی بیٹوں اور بھائیوں اور باپوں کے خلاف تلوار اٹھاؤ۔ اب تم خود سوچ لو کہ یہ ٹھیک ہے۔ عبد اللہ اور اس کے ساتھیوں کو جن کے دلوں میں ابھی تک جنگ بُعاث کی تباہی کی یاد تازہ تھی۔ آپس میں یہ لڑتے رہے تھے۔ اس جنگ سے بڑی تباہی پھیلی تھی۔ ان کو یہ بات سمجھ آ گئی کہ دوبارہ آپس میں ہی لڑنا پڑے گا اور وہ اس ارادے سے باز آ گئے۔

جب قریش کو اس تدبیر میں ناکامی ہوئی تو انہوں نے کچھ عرصے کے بعد اسی قسم کا ایک خط مدینے کے یہود کے نام بھی ارسال کیا۔ دراصل کفار مکہ کی غرض یہ تھی کہ جس طرح بھی ہو اسلام کے نام ونشان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاوے۔ دنیا سے اس کا نام ہی ختم کر دیا جائے۔ مسلمان ان کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ گئے۔ جب حبشہ کی پہلی ہجرت ہوئی تھی تو وہاں انہوں نے، کافروں نے ان کا پیچھا کیا۔ تو ہمیشہ پہلے دن سے ہی یہی کوشش کی تھی اور اس بات کی کوشش میں اپنی انتہائی طاقت صرف کر دی کہ نیک دل نجاشی ان مظلوم غریب الوطنوں کو مکہ والوں کے حوالے کر دے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ آ گئے تو قریش نے آپ کا تعاقب کر کے آپ کو گرفتار کر لینے میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ پوری کوشش کی۔ ہر موقع پر انہوں نے کوشش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا اسلام کو کسی طرح ختم کیا جائے اور اب جب انہیں یہ علم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب مدینہ پہنچ گئے ہیں اور وہاں اسلام سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے تو انہوں نے یہ تہدیدی خط بھیج کر مدینہ والوں کو آپؐ کے ساتھ جنگ کر کے اسلام کو ملیا میٹ کر دینے یا آپؐ کی پناہ سے دستبردار ہو کر آپؐ کو مدینہ سے نکال دینے کی تحریک کی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ یہ خط جو لکھا تھا تو قریش کے اس خط سے عرب کی اس رسم پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ وہ اپنی جنگوں میں اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمن کے سارے مردوں کو قتل کر کے ان کی عورتوں پر قبضہ کر لیا کرتے تھے اور پھر ان کو اپنے لیے جائز سمجھتے تھے اور نیز یہ کہ مسلمانوں کے متعلق ان کے ارادے اس سے بھی زیادہ خطرناک تھے کیونکہ جب یہ سزا انہوں نے مسلمانوں کے پناہ دینے والوں کو دینی تھی اور یہ ان کے لیے تجویز کی تھی کہ ہم تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو اپنے لیے جائز کر لیں گے تو خود مسلمانوں کے لیے تو یقیناً وہ اس سے بھی زیادہ سخت ارادے رکھتے ہوں گے۔ بہرحال قریش مکہ کا یہ خط ان کے کسی عارضی جوش کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ مستقل طور پر اس بات کا تہیہ کر چکے تھے کہ مسلمانوں کو چین سے نہیں بیٹھنے دینا۔ ان کو چین نہیں لینے دیں گے اور اسلام کو دنیا سے مٹا کر چھوڑیں گے۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنی کتاب میں ایک واقعہ لکھا ہے۔

لکھتے ہیں کہ یہ تاریخی واقعہ مکہ کے خونی ارادوں کا پتہ دے رہا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح ہے جس کی بخاری میں روایت آتی ہے کہ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد سَعد بن مُعاذؓ جو قبیلہ اوس کے رئیس اعظم تھے اور مسلمان ہو چکے تھے عمرہ کے خیال سے مکہ گئے اور اپنے زمانہ جاہلیت کے دوست، پرانے زمانے میں، جاہلیت کے زمانے میں امیہ بن خَلَف رئیس مکہ ان کا دوست تھا۔ وہ اس کے پاس جا کے ٹھہرے۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر وہ اکیلے عمرہ ادا کرنے، طواف کرنے گئے تو مکہ والے ان کے ساتھ ضرور چھیڑ چھاڑ کریں گے۔ اس لیے انہوں نے فتنہ سے بچنے کے لیے امیہ سے کہا کہ میں کعبۃ اللہ کا طواف کرنا چاہتا ہوں۔ تم میرے ساتھ ہو کر ایسے وقت میں مجھے طواف کرا دو جبکہ میں علیحدگی میں امن کے ساتھ اس کام سے فارغ ہو کر اپنے وطن واپس چلا جاؤں۔ چنانچہ امیہ بن خَلَف دوپہر کے وقت جبکہ لوگ عموماً اپنے اپنے گھروں میں ہوتے ہیں سعد کو لے کر کعبہ کے پاس پہنچا لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ عین اسی وقت ابو جہل بھی وہاں آ نکلا اور جونہی اس کی نظر سعدؓ پر پڑی اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا مگر اپنے غصہ کو دبا کر وہ امیہ سے یوں مخاطب ہوا کہ اے ابو صفوان! یہ تمہارے ساتھ کون شخص ہے؟ امیہ نے کہا کہ یہ سَعد بن مُعاذؓ رئیس اوس ہے۔ اس پر ابو جہل نہایت غضبناک ہو کر سعدؓ سے مخاطب ہوا کہ کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ اس مرتد (نعوذ باللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دینے کے بعد تم لوگ امن کے ساتھ کعبہ کا طواف کر سکو گے اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اس کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور امداد کی طاقت رکھتے ہو؟ کہنے لگا کہ خدا کی قسم! اگر اس وقت تیرے ساتھ ابو صفوان نہ ہوتا تو اپنے گھر والوں کے پاس بچ کر نہ جاتا سَعد بن مُعاذؓ فتنہ سے بچتے تھے مگر ان کی رگوں میں بھی ریاست کا خون تھا اور دل میں ایمانی غیرت جوش زن تھی۔ کڑک کر بولے کہ واللہ! اگر تم نے ہم کو کعبہ سے روکا تو یاد رکھو کہ پھر تمہیں بھی تمہارے شامی راستے پر امن نہیں مل سکے گا۔ ہم بھی راستے میں بیٹھے ہیں ہم بھی تمہارے خلاف بہت کچھ کریں گے۔ امیہ نے ان کی جو یہ بات سنی اور اسی طرح ان کا غصہ بھی دیکھا تو کہنے لگا کہ سعد دیکھو! ابو الحکم سید اہلِ وادی کے مقابلہ میں یوں آواز بلند نہ کرو۔ کہ یہ ابو الحکم جو ہے مکہ والے ابو جہل کا نام ابو الحکم لیتے تھے، مکہ کی وادی کا یہ سردار ہے۔ اس کے سامنے اس طرح بلند آواز سے نہ بولو۔ سعدؓ بھی غصے میں تھے اس کی یہ بات سن کے امیہ کو کہنے لگے کہ جانے دو امیہ! تم اس بات میں نہ پڑو۔ واللہ! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی نہیں بھولتی کہ تم کسی دن مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہو گے۔ یعنی امیہ جو ہے وہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہو گا۔ یہ خبر سن کر امیہ بن خَلَف سخت گھبرا گیا اور گھر میں آ کر اس نے اپنی بیوی کو سعدؓ کی اس بات سے اطلاع دی اور کہا کہ خدا کی قسم! مَیں تو اب مسلمانوں کے خلاف مکہ سے نہیں نکلوں گا۔ یہ یقین تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بات کی ہے اور ہمیشہ آپؐ کی باتیں پوری ہوتی ہیں تو میرے متعلق بھی یہ بات پوری ہو جائے گی۔ لیکن تقدیر کے نوشتے پورے ہونے تھے۔ بدر کے موقع پر امیہ کو مجبوراً مکہ سے نکلنا پڑا اور وہیں وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو کر اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔ یہ امیہ وہی تھا جو حضرت بلالؓ پر اسلام کی وجہ سے نہایت سخت مظالم کیا کرتا تھا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 280 تا 282)

صحیح بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ذکر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت سَعد بن مُعاذؓ عمرے کی نیت سے چلے گئے۔ حضرت عبد اللہؓ کہتے تھے اور وہ امیہ بن خَلَف ابو صفوان کے پاس اترے۔ انہوں نے یہ روایت کی کہ اس کے پاس اترے۔ پرانی واقفیت تھی۔ امیہ حضرت سعدؓ کے پاس مدینے میں آ کے ٹھہرا کرتا تھا اور جب آپؓ نے عمرے کا ارادہ کیا تو یہی سوچا کہ اس کے پاس ٹھہریں اور امن سے عمرہ کر سکیں۔ امیہ کی عادت تھی کہ جب شام کی طرف جاتا تھا تو مدینے سے گزرتا تھا اور حضرت سعدؓ کے پاس ٹھہرتا تھا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پرانی واقفیت تھی۔ وہ ان کے پاس مدینے میں ٹھہرتا تھا تو آپؓ نے، حضرت سعدؓ نے بھی ارادہ کیا کہ اس کے پاس ٹھہریں۔ جب آپؓ نے ذکر کیا کہ میں نے عمرہ کرنا ہے تو امیہ نے حضرت سعدؓ سے کہا کہ ابھی انتظار کرو۔ جب دوپہر ہو اور لوگ غافل ہو جائیں تو جا کر طواف کر لینا۔ روایت والے کہتے ہیں کہ اس اثنا میں کہ حضرت سعدؓ طواف کر رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ابو جہل ہے۔ ابو جہل اس دوران آ گیا اور وہ کہنے لگا یہ کون ہے؟ یہ کون ہے جو کعبہ کا طواف کر رہا ہے؟ حضرت سعدؓ نے کہا میں سعد ہوں۔ خود ہی جواب دیا میں سعد ہوں۔ ابو جہل بولا کیا تم خانہ کعبہ کا طواف امن سے کرو گے حالانکہ تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دی ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا ہاں۔ تب ان دونوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔ یہ راوی روایت کرتے ہیں۔ امیہ نے حضرت سعد سے کہا ابو الحکم پر اپنی آواز اونچی نہ کرو کیونکہ وہ باشندگانِ وادی کا سردار ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا یعنی ابو جہل کو کہا بخدا! اگر تم نے بیت اللہ کا طواف کرنے سے مجھے روکا تو میں بھی شام میں تمہاری تجارت بند کر دوں گا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر امیہ حضرت سعدؓ سے یہی کہتا رہا کہ اپنی آواز کو بلند نہ کرو اور ان کو روکتا رہا۔ حضرت سعدؓ غصہ میں آ گئے اور کہنے لگے ہمیں ان باتوں سے رہنے دو۔ میں اور یہ ابو جہل بات کر رہے ہیں، ہمیں بات کرنے دو اور امیہ کو کہا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ امیہ کو یہی قتل کروانے والا ہے یعنی ابو جہل جو ہے یہی تمہارے قتل کا ذریعہ بنے گا۔ امیہ نے کہا، مجھے؟ حضرت سعدؓ نے کہا ہاں۔ یہ سن کر امیہ بولا اللہ کی قسم! محمدؐ جب بات کہتے ہیں تو جھوٹی بات نہیں کہتے۔ آخر وہ اپنی بیوی کے پاس واپس آیا اور کہنے لگا کیا تمہیں علم نہیں کہ میرے یثربی بھائی نے مجھ سے کیا کہا ہے؟ اس نے پوچھا کیا کہا؟ امیہ نے کہا کہتا ہے کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ابو جہل ہی میرا قاتل ہو گا۔ اس کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم! محمد تو جھوٹی بات نہیں کیا کرتے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے تھے کہ جب وہ بدر کی طرف نکلے اور مدد طلب کرنے کے لیے فریادی آیا تو امیہ کی بیوی نے اسے کہا کہ کیا وہ بات تمہیں یاد نہیں جو تمہارے یثربی بھائی نے تم سے کہی تھی۔ بدر کے لیے جب نکلنے لگے تو یاد کرایا کہ تم جا رہے ہو لیکن وہ بات یاد رکھو۔ کہتے تھے اس نے چاہا کہ نہ نکلے یعنی امیہ نے اس بات پر چاہا کہ نہ نکلے مگر ابو جہل نے اسے کہا کہ تم اس وادی کے رؤسا میں سے ہو تو ایک دو دن کے لیے ہی ساتھ چلو۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ دو دن کے لیے چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کرا دیا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام حدیث: 3632)

ایک دوسری روایت میں امیہ بن خَلَف کے جنگِ بدر میں شریک ہونے اور قتل کیے جانے کے بارے میں یوں بیان ہوا ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا امیہ! بخدا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ وہ یعنی صحابہ تمہیں مار ڈالیں گے۔ اس نے پوچھا مکہ میں؟ حضرت سعدؓ نے کہا کہ یہ میں نہیں جانتا۔ امیہ حضرت سعد کی یہ بات سن کر بہت ڈر گیا۔ جب امیہ اپنے گھر گیا تو اپنی بیوی صفیہ یا کریمہ بنت مُعْمَر سے کہنے لگا کہ اے ام صفوان! تو نے سعد کی بات سنی جو اس نے میرے بارے میں کہی۔ بیوی نے کہا کہ کیوں سعدؓ کیا کہتا ہے؟ اس پر امیہ نے کہا وہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیان کیا ہے کہ وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔ میں نے پوچھا کہ مکہ میں؟ تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ پھر امیہ نے کہا کہ بخدا میں مکہ سے نکلوں گا ہی نہیں۔ اس قدر خوفزدہ ہو گیا۔ جب بدر کی جنگ ہوئی تو ابو جہل نے لوگوں سے جنگ کے لیے نکلنے کو کہا اور امیہ کو بھی کہا کہ اپنے قافلے کو بچانے کے لیے پہنچو۔ امیہ نے نکلنا پسند نہیں کیا۔ ابو جہل امیہ کے پاس آیا۔ جب بھیجے ہوئے پیغامبر کو انکار کر دیا تو پھر ابو جہل خود آیا اور کہنے لگا کہ ابو صفوان! جب لوگ تمہیں دیکھیں گے کہ تم ہی پیچھے رہ گئے ہو جبکہ تم اہلِ وادی کے سردار ہو تو وہ بھی تمہارے ساتھ پیچھے رہ جائیں گے۔ ابو جہل اسے سمجھاتا رہا۔ آخر امیہ نے کہا کہ اگر تم نے مجبور ہی کرنا ہے تو بخدا میں مکہ سے ایک نہایت ہی عمدہ اونٹ خریدوں گا۔ اس کے بعد امیہ نے کہا ام صفوان میرے لیے سفر کا سامان تیار کرو۔ اپنی بیوی سے کہا تو وہ اسے کہنے لگی کہ تم وہ بات بھول گئے ہو جو تم سے تمہارے یثربی بھائی نے کہی تھی۔ کہنے لگا نہیں۔ مَیں بھولا نہیں ہوں۔ میں تھوڑی دور ان کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ واپس آ جاؤں گا آخر تک نہیں جاؤں گا۔ جب امیہ نکلا تو جس منزل میں بھی وہ اترتا وہاں اپنا اونٹ کا گھٹنا باندھ دیتا۔ وہ یہی احتیاط کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے بدر میں اس کو ہلاک کر دیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی، باب ذکر النبی ﷺ من یقتل ببدر حدیث: 3950)

اس قتل کا واقعہ پہلے بھی ایک جگہ بیان ہو چکا ہے اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے ذکر میں گذشتہ خطبے میں بھی بیان ہو چکا ہے جب حضرت بلالؓ نے انصار کو بلا کر اس کے ظلم کی وجہ سے اسے قتل کروا دیا جو وہ حضرت بلالؓ پر کیا کرتا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سَعد بن مُعاذؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’مدینہ کے ایک رئیس سَعد بن مُعاذؓ جو اوس قبیلہ کے سردار تھے بیت اللہ کا طواف کرنے کے لیے مکہ گئے تو ابوجہل نے ان کو دیکھ کر بڑے غصہ سے کہا۔کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ اس مرتد (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دینے کے بعد تم لوگ امن کے ساتھ کعبہ کا طواف کرسکو گے اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اس کی حفاظت اور امداد کی طاقت رکھتے ہو؟ خدا کی قسم! اگر اس وقت تیرے ساتھ ابوصفوان نہ ہوتا تو تُو اپنے گھر والوں کے پاس بچ کر نہ جا سکتا۔ سَعد بن مُعاذؓ نے کہا واللہ! اگر تم نے ہمیں کعبہ سے روکا تو یاد رکھو پھر تمہیں بھی تمہارے شامی راستہ پر امن نہیں مل سکے گا۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 235-236)

حضرت سَعد بن مُعاذؓ غزوۂ بدر، احد اور خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔غزوۂ بدر کے روز اوس کا جھنڈا حضرت سَعد بن مُعاذؓ کے پاس تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ 321-322 ’’سَعد بِن مُعاذ‘‘، دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء)

غزوۂ بدر کے موقعے پر حضرت سَعد بن مُعاذؓ کا جوش و جذبہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و فدائیت کا اظہار اس واقعے سے ہوتا ہے جو بدر میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رائے دی تھی اور جس کا حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں یوں ذکر کیا ہے کہ

جب مسلمان وادی صَفْرَا، صفرا بھی بدر اور مدینے کے درمیان ایک وادی کا نام ہے جہاں آپ نے بدر کا تمام مال غنیمت مسلمانوں میں برابر تقسیم فرمایا تھا۔ اس وادی میں کھجور کے درخت اور کھیتی باڑی بھی کثرت سے ہوتی ہے۔ اس کے اور بدر کے درمیان ایک مرحلے کا فاصلہ ہے۔ بہرحال جب وہ اس وادی کے ایک پہلو سے گزرے اور گزرتے ہوئے زَفِرَانْ میں پہنچے جو بدر سے صرف ایک منزل ورے ہے تو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ قافلے کی حفاظت کے لیے قریش کا ایک بڑا جرار لشکر مکہ سے آ رہا ہے۔ وہ ایک تجارتی قافلہ جو پہلے تھا اس کی مدد کے لیے ایک اَور جرار لشکر آ رہا ہے۔ ان کو شک تھا کہ شاید مدینہ والے اس قافلے پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اب چونکہ اخفائے راز کا موقع گزر چکا تھا۔ چھپی ہوئی بات نہیں رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو جمع کر کے انہیں اس خبر سے اطلاع دی اور ان سے مشورہ پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ظاہری اسباب کا خیال کرتے ہوئے تو یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ قافلہ سے سامنا ہو کیونکہ لشکر کے مقابلہ کے لیے ہم ابھی پوری طرح تیار نہیں۔ مگر آپؐ نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا۔ دوسری طرف اکابر صحابہ نے یہ مشورہ سنا تو اٹھ اٹھ کر جاں نثارانہ تقریریں کیں اور عرض کیا کہ ہمارے جان و مال سب خدا کے ہیں۔ ہم ہر میدان میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ چنانچہ مقداد بن اسودؓ نے جن کا دوسرا نام مقداد بن عمرو بھی تھا کہا یا رسول اللہؐ! ہم موسیٰ کے اصحاب کی طرح نہیں ہیں کہ آپؐ کو یہ جواب دیں کہ جا تُو اور تیرا خدا جا کر لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپؐ جہاں بھی چاہتے ہیں لے چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں اور ہم آپؐ کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے ہو کر لڑیں گے۔ آپؐ نے یہ تقریر سنی تو آپؐ کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتمانے لگا۔ مگر اس موقع پر بھی آپؐ انصار کے جواب کے منتظر تھے۔ چاہتے تھے کوئی انصاری سردار بھی یہی باتیں کہے۔ وہ کچھ بولیں کیونکہ آپؐ کو یہ خیال تھا کہ شاید انصار یہ سمجھتے ہوں کہ بیعتِ عقبہ کے ماتحت ہمارا فرض صرف اس قدر ہے کہ اگر عین مدینہ پر کوئی حملہ ہو تو اس کا دفاع کریں۔ چنانچہ باوجود اس قسم کی جاں نثارانہ تقریروں کے آپؐ یہی فرماتے گئے کہ اچھا پھر مجھے مشورہ دو کہ کیا کیا جاوے؟ سَعد بن مُعاذؓ رئیس اوس نے آپؐ کا منشا سمجھا اور انصار کی طرف سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! شاید آپؐ ہماری رائے پوچھتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب ہم آپؐ کو سچا سمجھ کر آپؐ پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے اپنا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ میں دے دیا ہے تو پھر اب آپؐ جہاں چاہیں چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں اور اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کود جانے کو کہیں تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا اور آپؐ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم سب کو لڑائی میں صابر پائیں گے اور ہم سے وہ بات دیکھیں گے جو آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گی۔ آپؐ نے یہ تقریر سنی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو اور خوش ہو کیونکہ اللہ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے ان دو گروہوں یعنی لشکر اور قافلہ میں سے کسی ایک گروہ پر وہ ہم کو ضرور غلبہ دے گا اور خدا کی قسم! مَیں گویا اس وقت وہ جگہیں دیکھ رہا ہوں جہاں دشمن کے آدمی قتل ہو کر گریں گے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 354-355)

(فرہنگِ سیرت صفحہ 173 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

اور پھر ویسا ہی ہوا۔

بہرحال ابھی ان کا ذکر چل رہا ہے۔ باقی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبہ میں بیان ہو گا۔

بقیہ: مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت و برکات......

از صفحہ 8

میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا‘‘۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

نجات کا راستہ

آپؑ فرماتے ہیں ’’وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو، تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ‘‘۔ (نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

علم ایک طاقت ہے

آپؑ فرماتے ہیں ’’سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شُجاعت پیدا ہوتی ہے‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 361)

کتابوں میں احباب و اغیار کے لئے درد

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ مجھے پسند ہیں کیونکہ آدمی کھڑے کھڑے پڑھ سکتا اور نفع اٹھا لیتا ہے اور معلوم نہیں کہ کب کس پر اثر ہو جائے۔ مگر چھوٹے چھوٹے رسالوں کے سبب حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کی خریداری کم ہوگئی ہے۔ ان میں جو درد ہے وہ اوروں میں ملنا مشکل ہے‘‘۔

(خطبات نور صفحہ 55)

ایک سطر کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوّرَ اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے تھے اور محمد ﷺ کا بروز ہو کر آئے تھے۔ اس لئے آپ کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دنیا کی ساری کتابوں اور تحریروں سے بیش قیمت ہے اور اگر کبھی یہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کی ہوئی ایک سطر محفوظ رکھی جائے یا سلسلہ کے سارے مصنفین کی کتابیں؟ تو میں کہوں گا آپ کی ایک سطر کے مقابلہ میں یہ ساری کتابیں مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا گوارا کروں گا اس سطر کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنی انتہائی کوشش کروں گا۔ ہماری کتابیں کیا ہیں؟ حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کی تشریحیں ہیں اور تشریحیں کرنے والے اور بھی پیدا ہو سکتے ہیں مگر پھر نبی نہیں آسکتا‘‘۔ (خطبات شوریٰ جلد 1 صفحہ 148)

مطالعہ کتب کا طریق

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب یا آپ کے ملفوظات کا کوئی حصہ پڑھ لیا کریں۔ ملفوظات سے اگر آپ شروع کریں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ ان میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ عام فہم ہیں اور جن الفاظ میں انہیں اخبارات نے محفوظ کیا وہ بھی آسان اور عام فہم ہے۔ ان میں مختلف قسم کے سوالات و جوابات ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کئے گئے یا ان سوالات کا جواب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا ہے‘‘ (مشعلِ راہ جلد 2 صفحہ 44)

فہم دین کا حصول

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتیں ذرا پڑھ کر تو دیکھیں کہ خدا کیا ہے؟ فرشتے کیا ہیں؟ آسمانی کتابیں کیا ہیں؟ اور انبیاء علیہم السلام کیا ہیں؟ مگر مخالفیں احمدیت نے جو تصوّرات پیش کئے ہیں وہ ان کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے جو قرآن کریم اور سنت نبوی سے اخذ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پاک زبان میں ہمارے سامنے پیش فرمائے ہیں‘‘ (خطبہ جمعہ 3/ مئی 1985ء)

جدید سہولیات کا مطالعہ کتب کے لئے استعمال کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’آج خدا تعالیٰ نے ان کتابوں کو نشر کرنے کے اور اسلام کے مخالفین کے جواب دینے کے پہلے سے بڑھ کر ذرائع مہیا فرما دیئے ہیں جو تیز تر ہیں۔ کتابیں پہنچنے میں وقت لگتا تھا اب تو یہاں پیغام نشر ہوا اور وہاں پہنچ گیا۔ یہاں کتاب پرنٹ ہوئی اور دوسرے end سے نکال لی گئی۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب، قرآنِ کریم اور دوسرا اسلامی لٹریچر انٹرنیٹ کے ذریعہ، ٹی وی کے ذریعہ نشر ہونے کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔ جو تیزی میڈیا میں آج کل ہے آج سے چند دہائیاں پہلے ان کا تصور بھی نہیں تھا۔ پس یہ مواقع ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ اور دفاع میں ان کو کام میں لاؤ۔ ہماری کوشش اس میں یہ ہونی چاہئے کہ بجائے لغویات میں وقت گزارنے کے، ان سہولتوں سے غلط قسم کے فائدے اٹھانے کے ان سہولتوں کا صحیح فائدہ اٹھائیں، ان کو کام میں لائیں۔ اور اگر اُس گروہ کا ہم حصہ بن جائیں جو مسیح محمدی کے پیغام کو دنیا میں پہنچا رہا ہے تو ہم بھی اس گروہ میں شامل ہو سکتے ہیں، ان لوگوں میں شامل ہو سکتے ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 15 اکتوبر 2010ء)

کرونا کی وبا کے سبب جن ایام سے ہم گزر رہے ہیں یہ بہت دعاؤں اور اپنے اندر مثبت تبدیلی پیدا کرنے کے دن ہیں۔ ان ایّام کو جہاں ہم اصلاحِ نفس اور اپنے روحانی معیاروں کو بڑھانے کے لئے استعمال کریں۔ وہیں پر اپنے شب و روز کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اپنے علمی معیاروں کو بھی بڑھانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زندگی بخش کلام کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت و برکات

(حسان محمود)

قدیم سے سنت اللہ چلی آرہی ہے کہ جب دنیا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (سورۃ الروم 42) کا مصداق ہو جاتی ہے اور علماء وعوام الناس دونوں ظلمت کی راہوں پر چل پڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے حالات کو دور کرنے کے لئے انبیاء کرام کو بھیجتا ہے جو لوگوں میں آکر ان کی اصلاح کرتے ہیں۔ جب دنیا ظلمت و گمراہی میں اپنی انتہا کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے اپنے سب سے پیارے اور سب سے افضل نبی ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کو بھیجا۔ آپ نے آکر گناہوں میں ڈوبی دنیا کو بخدا انسانوں میں تبدیل کر دیا اور یہ پیشگوئی فرمائی کہ جب آخری زمانہ میں دنیا دوبارہ گمراہی سے بھر جائے گی تو اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو بھیجے گا اور ایمان جو ثریا پر چلا گیا ہوگا وہ اسے وہاں سے واپس زمین پر لے کر آئیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح و مہدی بنا کر بھیجا۔ آپؑ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے غلام صادق ہیں۔ آپؑ نے آکر دنیا میں دین اسلام کی تبلیغ اسی طریق پر کی جس طرح آپؑ کے آقا حضرت محمد ﷺ نے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورۃ الجمعۃ: 3،4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

انبیاء کا ورثہ علم و عرفان ہے

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء روپیہ پیسہ ورثہ میں نہیں چھوڑ جاتے بلکہ ان کا ورثہ علم و عرفان ہے۔ جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بڑا نصیبہ اور خیر کثیر حاصل کرتا ہے۔

(ترمذی کتاب العلم باب فی فضل فقہ)

تقسیمِ مال کی پیشگوئی

آنحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ مال لُٹائے گا لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسی بن مریم)

اس مال سے مراد روحانی مال و خزائن ہیں۔ اس کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

تائیداتِ الٰہیہ کا وعدہ

اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپؑ کے کلام کی تائید و نصرت کا وعدہ فرمایا:

’’یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیك۔ کلام أفصحت من لدن ربّ کریم۔‘‘

اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔

در کلام تو چیزے ست کہ شعرا را دران دخلے نیست۔

تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں‘‘۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 105-106)

آپؑ فرماتے ہیں: ’’میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے‘‘ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

’’میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا، اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔ بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے۔ ایک خدا کی روح ہے جو تیر رہی ہے قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا۔ طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 483)

خدمتِ اسلام کا جوش

آپؑ اپنے اپنی تحریرات کا مقصد خدمتِ اسلام کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دینِ مصطفی
مجھ کو کر اے میرے سلطان کامیاب و کامگار

غیروں کا اعتراف

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو ’’سلطان القلم‘‘ کے خطاب سے نوازا اور آپؑ کے قلم کو ’’ذوالفقار علی‘‘ قرار دیا۔ چنانچہ آپؑ کے قلم سے کی گئی خدمتِ اسلام کا اعتراف غیروں نے بھی کیا:۔

اہل حدیث کے مشہور لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب بیان کرتے ہیں:

’’اس (براہین احمدیہ) کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے‘‘ (رسالہ اشاعۃ السنہ جلد 7 نمبر 6 صفحہ 169)

صادق الاخبار ریواڑی نے لکھا:

’’مرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب کے لئے ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب نے حق، حمایت اسلام کا کماحقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا‘‘۔

فرشتوں کا نزول

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوّر اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔

’’جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے۔ اُن کے پڑھنے سے بھی ملائکۃ اللہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے...... حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ذریعہ سے نئے علوم کھلتے ہیں‘‘۔ (ملائکۃ اللہ)

زندگی کا سبب

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ

بقیہ صفحہ 7 پر

20 جولائی 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:25	19:04
مدینہ منورہ	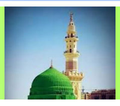	04:17	19:11
قادیان		04:02	19:32
ربوہ		03:42	19:12
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:43	21:05